۱۴؍ نومبر ۱۹۱۳ء

خطبہ جمعہ

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ نے وَ اِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا وَ اللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ (البقرۃ:۷۳) کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

میں نے بچوں کو کھیلتے دیکھا ہے اور ان کی کھیلوں پر بڑا غور کیا ہے۔ بعض بچوں کو بڑی عمدہ چیز منگوا کر دی۔ وہ پہلے تو اسے اچھی طرح دیکھتا ہے اور اس سے کھیلتا ہے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد اس کو پتھر لے کر اچھی طرح کوٹتا ہے اور اسے کچل دیتا ہے۔ پھر اسے دیکھتا ہے۔ پھر دیکھتا ہے کہ ابھی اس کا مطلب حل نہیں ہوا تو اسے پھر پتھر سے کوٹتا ہے اور اس کا اچھی طرح کچومر نکالتا ہے۔

میں جب نماز کو آرہا تھا تو میرے پاس دو شیشیاں تھیں جن میں الگ الگ دوائیں پڑی تھیں جن کا آپس میں ملانا بالکل ناجائز تھا۔ میرے بچے نے ان کو لے کر پہلے تو ان کا منہ کھولا پھر ان کو آپس میں ملانے لگا۔ میں نے کہا کیا کرتا ہے؟ مگر وہ کہاں ٹلتے ہیں' چاہے چیز بگڑ جاوے۔ انسان یہ معلوم کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ یہ کیا بلا ہے؟

اسی طرح بعض لوگ کتابیں لکھتے ہیں۔ پھران پر حاشیے چڑھاتے ہیں۔ پھران پر حاشیہ در حاشیہ اوران کی شرحیں ہوتی ہیں۔

میری طالب علمی کا زمانہ بڑا دکھ کا زمانہ گزرا ہے۔ بڑا معرکتہ الآراء مسئلہ کہ بچہ کو کیسی تعلیم دینی چاہئے' اس کا کوئی فکر نہیں۔ رامپور میں میں نے طلباء کو دیکھا جن کی عمر تیس سال سے لے کر ساٹھ سال تک کی ہو گئی تھی۔

ایک ملتانی بوڑھا آدمی میری پنجابی سن کر مجھے ملنے کو آیا۔ ان دنوں میں ایک بہت ہی خبیث کتاب "ملا حسن" پڑھا کرتا تھا۔ اس سے میں نے دریافت کیا کہ تم کیا پڑھا کرتے ہو؟ اس نے کہا "قاضی مبارک"۔ وہ جب آیا تو میرا انشراح صدر ہو گیا۔ میں نے کہا کہ میں "قاضی مبارک" خوب جانتا ہوں۔ اس نے کہا مجھے پڑھا دو۔ اتفاق سے جس جگہ کو میں نے پڑھایا وہ مجھے خوب آتی تھی۔ اس کی عمر میرے خیال میں ستر برس کی تھی۔ میں نے اسے پنجابی میں وہ جگہ پڑھائی۔ وہ حیران ہو گیا اور کہنے لگا کہ آپ تو خوب جانتے ہیں۔ پھر اس نے کہا کہ مجھے قاضی پڑھا دو۔ میں نے کہا اس شرط پر کہ پہلے ایک سبق مشکوۃ کا پڑھ لیا کرو۔ اس نے ہاتھ کو کھڑا کر کے دیکھا اور کہا کہ ابھی تو مضبوط ہوں۔ (تم مجھے دیکھتے ہو۔ میں کیسا کمزور ہوں۔ وہ مجھ سے بھی زیادہ کمزور تھا) پہلے فلسفہ پڑھ لوں پھر مشکوۃ بھی پڑھ لوں گا۔ میں نے اس کو پڑھانے سے انکار کر دیا۔ یہ ایک دکھ ہے جو بڑا ہے۔

میں نے اس آیت پر غور کیا ہے۔ وَإِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا (البقرة:۷۳) یہ ایک سیدھی آیت ہے۔ اس کے معنے تم نے ایک آدمی کو مار ڈالا۔ آدمی کو تو مارا ہی کرتے ہیں۔ یہ ترجمہ اس کا صحیح نہیں۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ تم نے ایک جی (یا جان) کو مارا۔ پھر اپنے آپ سے ہٹانے لگے کہ تم نے نہیں مارا۔ معلوم ہوا کہ وہ جان ایسی نہ تھی جس کا وہ بہادری کا کام سمجھ کر اقرار کرتا۔

کعب بن اشرف مارا گیا۔ اس کے قاتل کا پتہ پوچھنے پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ میں نے مارا ہے۔

ابو رافع مارا گیا۔ اس کے لئے بھی نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہم نے اس کو مارا ہے۔

کشت و خون جیسا کہ آجکل سرحدیوں' وزیریوں اور محسودیوں وغیرہ میں ہے ایسا ہی عرب میں تھا۔

سب کے نزدیک عورت کا مارنا بہت معیوب ہے۔ ابو سفیان نے کہا تھا کہ آپ اس لڑائی میں عورتوں کو بھی مقتول پائیں گے مگر میں نے یہ حکم نہیں دیا۔

میں ایک دفعہ ایک رئیس کے ساتھ جس کے ساتھ انگریز بھی تھے' سؤر کے شکار پر گیا۔ سامنے سے ایک سؤر آیا۔ اس کا گھوڑا اس سے ڈر گیا۔ وہ جھک کر گھوڑے کو ایک طرف دوڑا کر لے گیا۔ ایک مسخرا

انگریز بھی ان میں تھا' اس نے اس رئیس کو کہا کہ واہ آپ کا گھوڑا سؤر سے ڈر گیا۔ تو اس رئیس نے کہا کہ آپ نے دیکھا نہیں میں جھکا تھا۔ میں نے دیکھا کہ وہ سؤر کی مادہ سورنی تھی۔ ہم سپاہی مادہ کو نہیں مارا کرتے۔ تو اس انگریز نے دوسرے انگریزوں کو کہا۔ شکر ہے ہم نے اس کو نہیں مارا اور نہ ہماری تو بدنامی ہوتی۔

اس آیت میں جس نفس کا ذکر ہے' وہ عورت ہے۔ مرد کو اگر مارتے تو کچھ حرج نہ تھا۔ تحقیقات کرنے پر انہوں نے اس کو ایک دوسرے پر تھوپا۔ آخر نبی کریم ﷺ نے مدینے کے سارے بدمعاشوں کو جمع کیا اور اس عورت کے آگے سب کو پیش کیا۔ وہ بول تو نہ سکتی تھی مگر قوت ممیزہ اس میں تھی۔ جب قاتل کو اس کے سامنے لایا گیا تو اس نے سر سے اشارہ کیا کہ یہی ہے۔ اس کو نبی کریم ﷺ نے کئی پیچوں سے اس عورت پر پیش کیا مگر وہ اس کو پہچان لیتی۔ اس کا ذکر بخاری شریف میں ہے۔ اس بدمعاش نے اس عورت کا سر دو پتھروں کے درمیان کچل دیا تھا۔ کچھ زیور کے لالچ سے۔ وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ (البقرة:۷۳) اللہ اس بات کو نکالنے والا تھا۔ آخر وہ بات نکل آئی۔ فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا (البقرة:۷۴) تب ہم نے اس قاتل کو مارنے کا حکم دیا۔ اور یہ اس کے بعض کا بدلہ تھا۔ اس نے پہلے بھی کئی بدمعاشیاں کیں اور آگے بھی وہ کرتا۔ اس لئے یہ سزا اس کے بعض کی ہے۔

اور جگہ فرمایا۔ وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ (البقرة:۱۸۰) بدلہ لینے میں تمہارے لئے حیات ہے۔ يُحْيِي کا لفظ رکھا ہے۔ یہ ان کی بے حیائی ہے کہ عورت کو مارا۔ عورت کو مارنا کوئی بہادری نہیں۔ میں اس آیت کو سنا کر افسوس کرتا ہوں۔ مسلمانوں کو بتلایا تھا کہ تم ایسا کام نہ کرنا۔ مگر تم صدہا قتل کرتے ہو۔ ڈرتے نہیں۔

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ (البقرة:۷۵) تمہارے دل سخت ہو گئے۔ بعض پتھروں سے نہریں چلتی ہیں اور ان سے نفع پہنچتا ہے۔ مگر تم تو ان پتھروں سے بھی بدتر ہو۔ تم جس قدر ہو تم میں سے ندیاں اور نہریں جاری ہوتیں۔ اور کچھ نہیں تو پانی نکلتا۔ میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔ میں نے تمہیں سمندر کے سمندر سنائے مگر تم بھی بہادر ہو۔ بعض ہیں کہ ان کے کانوں پر جوں رینگتی ہی نہیں۔ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ۔ خدا ساری قوم کو برا نہیں کہتا۔ بعض نیک بھی تو ہوتے ہیں جو اِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ (البقرة:۷۵) کے مصداق ہوتے ہیں۔ مِنْهَا میں جو ضمیر ہے اس میں اختلاف ہے۔ بعض پتھروں کی طرف پھیرتے ہیں' بعض قلوب کی طرف۔ جیسے موسیٰ کے بارے میں فرمایا۔ اَنِ اقْذِفِيْهِ فِي التَّابُوْتِ فَاقْذِفِيْهِ فِي الْيَمِّ (طٰہٰ:۴۰) موسیٰ کو صندوق میں ڈال دو اور صندوق کو دریا میں ڈال دو یا موسیٰ کو دریا

میں ڈالو۔

غرض تمام ایسے نہیں۔ تم میں سے بعض میرے خیر خواہ اور فرمانبردار بھی ہیں۔ ایک آدمی کو میں نے دعا کرتے سنا کہ الٰہی! میرا وجود تو کوئی نافع نہیں۔ میری عمر نورالدین کو دے دے، اگر اس کی عمر پوری ہو گئی ہے کیونکہ یہ مفید انسان ہے۔ تم میں سے بعض ایسے ہیں کہ ان کے دل خشک ہیں۔ وہ خدا کا ڈر نہیں کرتے جیسے غیر احمدی نہیں مانتے۔

ان کے پاس قرآن و حدیث کی کتابیں ہیں۔ وہ ان کو نہیں مانتے تو تمہارا کیوں ماننے لگے۔

(الفضل جلد ۱ نمبر ۲۳---۱۹/ نومبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۱۵)

☆-☆-☆-☆